www.KitaboSunnat.com



عزیز زبیدی وار برٹن
شیخوپورہ

قسط آخری

# مسئلۂ سماع

## قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (۴)

یعنی اس پاک اور عظیم ہستی کی باتیں جو سماعِ قرآن سے اشک بار ہوئی، رجزیہ کلام سنا تو ولولۂ جہاد میں سرشار ہوئی، لطف و سرور کی معصوم سی گھڑیاں آئیں تو تفریح کی اس سادہ سی تقریب کو عموماً حرب و ضرب کی یادگار بنا ڈالا یا پیش آمدہ پروگرام میں دلآویزی پیدا کر کے اس کو "اتمامِ کار" کا ذریعہ بنا دیا۔ مثلاً ایامِ عید آئے تو خون کو گرما دینے والی تاریخی رزمگاہوں کے بول سنے (بخاری) شادی بیاہ کی تقریب پیدا ہوئی تو عائلی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے صرف اس حد تک تفریحی پروگرام کے اختیار کرنے کی ترغیب دی جو یہاں سے گھر تک پہنچا دے نہ یوں کہ گھر سے بھی آگے کہیں دور لے جا کر گھروندے کو بھی ویران بنا دے۔ یہ وہ کلیہ اور فارمولا ہے اگر سمجھ لیا جائے تو اس سلسلہ کی ان تمام روایات کے سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی جن سے یار دوستوں نے میخانے تعمیر کیے یا کر رہے ہیں۔

اب آپ اسی ذاتِ گرامی کی چند وہ باتیں ملاحظہ فرمائیں جن سے "میخانہ بردوش" موسیقی کے سلسلہ میں ہمیں رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

### ایسے بدلوگ بھی آئیں گے:

عن الاشعری سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف

حضرت اشعری فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا کہ میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو بدکاری، ریشم، شراب پینے اور گانے بجانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کریں گے (بخاری باب ماجاء فیمن یستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس روایت کے آخر میں ان کے روح فرسا اور حوصلہ شکن نتائجِ بد کا ذکر آیا ہے جو اب ہم شب و روز مشاہدہ کر رہے ہیں۔

بعض بزرگوں نے اس حدیث کی روایتی حیثیت سے بحث کی ہے، مگر محدثانہ نقد و نظر کے مطابق سے بالآخر یہ طے پایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، خود صحیح بخاری کا نام اس کی صحت کی ضمانت کے لیے کافی ہے۔

اس حدیث میں جن چار امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ محل و موقعہ کے لحاظ سے ان کا علی الانفراد جائزہ حدیث کے خطاب اور اس کی روح کے سمجھنے میں کچھ زیادہ مفید نہیں ہے۔ اصل بات یہ بتائی جا رہی ہے کہ ان چاروں میں قدرتی تلازم پایا جاتا ہے۔ ایک کا رسیا دوسری تینوں سے بالکلیہ بے تعلق نہیں رہ سکتا۔ اگر بعض عوارض اور موانع کی وجہ سے ایک آدھ کا تخلف ہو جائے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے قلب و نگاہ میں بھی اس کی کسک باقی نہیں رہی۔ ایک بدکار جس طرح لطیف بھڑکیلے لباس، شراب اور رقص و سرود کے لیے اپنے اندر قدرتی تحریک محسوس کرتا ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ یہی حال موسیقی کے رسیا اور پرکشش آتشیں کپڑوں اور شرابِ ناب کے متوالوں کا ہے۔ گو بات کڑوی ہے تاہم اگر ایسے لوگ گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو انہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ بات پتے کی ہے۔ ہمارے اس نظریہ کی تائید ابن ابی الدنیا کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں ان آفات و بلیات کا محرک بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

قالت عائشة یا رسول الله وهم یقولون لا اله الا الله؟ فقال اذا ظهرت القیان وظهرت الزنا وشربت الخمر ولبس الحریر کان ذا عند ذا

ان کلمہ گوؤں میں یہ فتنے اس وقت ابھریں گے جب پیشہ وارانہ مغنی، زنا، شراب اور ریشمی کپڑوں کا دَور چلے گا۔

اسی مضمون کی ایک اور روایت عن ابن عباس امام احمد و ابوداؤد میں اور ابوامامہ سے مسند احمد میں مروی ہے

ریشم کا استعمال عورتوں کے لیے جائز ہے، جب محض لطافت پسندی اور ذوقِ نفاست اس کا محرک ہو لیکن یہ عورتوں کو نمود و نمائش کے لیے جلوہ نمائی پر بھی مائل کر دے تو ان کے لیے بھی حرام ہے۔ اسی لیے اپنے دَور میں حضرت عمرؓ نے عورتوں کے لیے لباسِ فاخرہ کی حوصلہ شکنی کی ترغیب بایں الفاظ دی تھی:-

(قال عمر) استعینوا علی النساء بالعری ان احدھن اذا کثرت ثیابھا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وحسنت ما ينتهما اعجبها الخروج (ابن ابی شیبہ۔ عن عمر)

"یعنی عورتوں کو بکثرت لباس فاخرہ نہ دیا کرو اس سے ان کو باہر نکلنے کا شوق چرا آتا ہے۔"

حدیث میں لفظ "یستحلون" آیا ہے جس کے معنے عموماً "حلال" کیے جاتے ہیں جو محل نظر ہیں۔ کیونکہ ان کو حلال بایں معنی کوئی نہیں تصور کرتا کہ وہ شرعاً اخلاقاً جائز بھی ہیں بلکہ اس کے صحیح معنے کوئی حرج نہ محسوس کرنا" ہیں یعنی لوگ ان کا ارتکاب کریں گے مگر ان کی سنگینی کا احساس نہیں کریں گے۔ مثلاً یوں کہیں گے چلو ادیکھا جائے گا۔

اب یہ آپ کی دیانت اور تجربہ پر منحصر ہے کہ حدیث میں جن امور کی نشاندہی کی گئی ہے ان کے متعلق فیصلہ کریں کہ وہ کہاں تک صحیح ہیں؟ ہم کہیں گے تو آپ کو اس میں ایک گونہ تکلف محسوس ہوگا۔

## دو بدنہاد آوازیں:

عن جابر عنه صلى الله عليه وسلم قال ولكني نهيت عن صوتين احمقين فاجرين، صوت عند نغمة ولهو ومزامير شيطان الحديث

"مجھے دو احمقانہ اور بدنہاد آوازوں سے منع کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک آواز گانے، شغل بے تابوا اور شیطانی مزامیر کی آواز ہے۔" (ترمذی۔ حدیث حسن)

(امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث "حسن" ہے یعنی قابلِ حجت اور مستند ہے)

احمق اس لیے فرمایا کہ گویّوں کے راگ و رنگ کا جو مسرفانہ تکلف ہوتا ہے کوئی سنجیدہ رنگ نہیں ہوتا۔ فاجرین و بدنہاد اس لیے کہا کہ اس سے قلب و نگاہ میلے ہو جاتے ہیں۔

## چنگ و رباب کو مٹانا بعثت کے فرائض میں سے ہے:

عن ابی امامة عن النبی صلی الله علیه وسلم ان الله بعثنی رحمة وهدى للعالمين وامرني ان امحق المزامير والكبارات يعني البرابط والمعازف (رواه احمد فيه علي بن يزيد وهو ضعيف)

"مجھے میرے اللہ نے ساری دنیا کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا اور یہ حکم دیا کہ سرود و چنگ و رباب کو مٹاؤں۔"

ابن غیلان نے حضرت علیؓ سے بھی یہ نقل فرمایا ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بعثت بکسر المزامیر (نیل الاوطار) مزامیر کو توڑنے پھوڑنے کیلئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرت بھدم الطبل والمزمار

"حضور کا ارشاد ہے کہ مجھے خدا نے ڈھول اور مزامیر کے توڑنے کا حکم دیا ہے" (دیلمی)

## اس کی نمازِ جنازہ جائز نہیں:

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وله قنینة فلا تصلوا علیه (رواہ الحاکم والدیلمی بسند ضعیف)

"جو مرا درآنحالیکہ اس نے مغنیہ لونڈی بھی رکھی ہوئی تھی۔ تو اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھا کرو۔"

## گانے بجانے والی کی بیع و شراء ناجائز:

عن ابی امامة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیعوا القینات ولا تشتروھن الحدیث (ترمذی) "مغنیہ لونڈیوں کی خرید و فروخت سے باز رہو"

گو یہ روایت تنہا محل نظر ہے لیکن اس سلسلہ میں اتنی کثرت سے روایات آئی ہیں کہ حضرت امام شوکانیؒ کو کہنا پڑا کہ:-

النھی عن بیع القینات المغنیات فانھا ثابتة من طرق کثیرة (نیل)

"مغنیہ لونڈیوں کی خرید و فروخت کی ممانعت کی روایات ثابت ہیں اور بکثرت مروی ہیں۔"

الغرض موسیقی سے ممانعت کی روایات حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت ابن مسعودؓ وغیرہم سے منقول ہیں۔ گو علی الانفراد سب سے بحث کی جا سکتی ہے۔ لیکن مجموعی لحاظ سے روایات حسن لغیرہ کے درجہ کی ہیں۔ یعنی باہم مل کر قابل توجہ اور استدلال ہو گئی ہیں۔ امام شوکانیؒ ان کے متعلق لکھتے ہیں:

فاقل احوالھا ان تکون من قسم الحسن لغیرہ (نیل ص ۸۶/۸)

"کم از کم یہ حسن لغیرہ کے درجہ کی ہیں۔"

## سماع جنسی تحریک کا باعث ہے۔

کچھ بزرگوں کے ارشادات اور تجربات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ سماع جنسی تحریک کا باعث ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ ابن مسعود: عن ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب (بیہقی موقوفا وقال ابن الطاھر انہ من قول ابراھیم)

"سماع دل میں کوڑھ پیدا کرتا ہے۔"

بعض نے کہا ہے کہ یہ قول حضرت امام نخعی کا ہے۔ بہرحال دونوں بزرگ ہیں مگر بات جو کہی ہے، وہ لاجواب ہے۔ دل کا یہ کوڑھ کیا ہے؟ سب پر واضح ہے۔ ہمارے نزدیک یہ قول دراصل حضرت ابن مسعودؓ کا ہے جس کو ابراہیم نخعی کبھی اپنے الفاظ میں بیان کر دیتے اور کبھی روایت کر کے بات بتا دیتے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے یہ قول حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید اور ابو وائل نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۔ فضیل بن عیاض: ابن ابی الدنیا نے حضرت حسین بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے:

"الغناء رقیۃ الزنا (کتاب ذم الملاہی ابن ابی الدنیا) کہ گانا زنا کے لیے جادو ہے۔"

۳۔ سلیمان بن عبد الملک: خالد بن عبدالرحمٰن سلیمان بن عبد الملک کے لشکر میں ایک فوجی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رات کو ایک شخص کو گاتے ہوئے سنا تو صبح کو اس کو بلوا بھیجا اور کہا:

"گھوڑا ہنہناتا ہے تو مادہ اسپ تازی مل جاتی ہے۔ اونٹ بڑبڑاتا ہے تو اونٹنی اس کے لیے اپنی گودی پھیلا دیتی ہے۔ بکرا آواز نکالتا ہے تو بکری حاضر ہو جاتی ہے وان الرجل لیتغنی فتشتاق الیہ المرءۃ (مرد گاتا ہے تو عورت اس کی طرف لپکتی ہے) پھر حکم دیا اخصوھم (ابن ابی الدنیا) اس کو خصی کر دو۔"

۴۔ یزید بن عبد الملک: حضرت ابو عثمان لیثی فرماتے ہیں کہ یزید بن عبدالملک آل بنی امیہ کو وعظ کرتے ہوئے کہا کرتے تھے:

"ایاکم والغنا فانہ ینقص الحیاء ویزید فی الشھوۃ ویھدم المروءۃ وانہ لینوب عن الخمر ویفعل ما یفعل السکر"

کہ گانے سے بچو، یہ حیا کو کم کرتا ہے جنسی خواہش کو بڑھاتا ہے۔ آدمیت تباہ ہو جاتی ہے گانا شراب کے قائم مقام ہے اور نشہ کا کام دیتا ہے۔

پھر کہا: "اگر باز نہیں رہ سکتے تو کم از کم عورتوں سے پرے رکھو۔ فان الغنا داعیۃ الزنا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"گانا، زنا کا داعی ہے"

محمد بن ازدی حطیئہ شاعر کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک عرب کے ہاں اپنی بیٹی کے ساتھ مہمان ہوا جب رات ہوئی تو گانے کی آواز سنی تو کہا "چپ رہیئے" پوچھا، اس میں کیا ناپسندیدہ بات ہے؟ کہا:

ان الغنا مائدۃ من موائد الفجور "(کتاب ذم الملاہی ابن ابی الدنیا)

یعنی گانا، فسق و فجور کے محرکات میں سے ایک محرک ہے۔

۵۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی: آپ غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں:

ثم یکفی فی کراہتہ مافی ذلک من ثوران الطبع و ہیجان الشہوۃ

"یعنی (اس کی حرمت و کراہت کے لیے) یہ کافی ہے کہ حیوانی مزاج کو گرماتا ہے اور جنسی تحریک پیدا کرتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رنجشہ غلام سے جو صحابی بھی تھے، جب گانے لگے تو کہا:

یا رنجشۃ رویدا بالقواریر (مشکوٰۃ) "اے رنجشہ! ان آبگینوں کو جانے دیجیے!"

مقصد یہ ہے کہ گانا بجانا جنسی میلانات میں شدید تحریک اور ہیجان پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان عموماً جنسی خواہش کی بھینٹ چڑھ کر ضائع ہو جاتا ہے ؎

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

ایک امام لکھتے ہیں کہ یہ مفاسد تو تنہا غنا (گانے) کے ہیں اور جب اس کے ساتھ دوسرے آلات موسیقی بھی مل جائیں جیسے دف، بانسری اور پھر اس میں رقص اور جھومنا لٹکنا بھی شامل ہو جائے تو اگر کوئی عورت کسی گانے سے حاملہ ہو سکتی تو اس سے ضرور ہو جاتی:

"فاما اذا اجتمع الی ہذہ الدنیۃ الدف والشبابۃ والرقص بالتخنث والتکسر فلو حبلت المرءۃ من غنا لحبلت من ہذہ الغناء"

اس کے آخر میں موصوف لکھتے ہیں:

"فبعمر اللہ کم من حرۃ صارت بالغنا من البغایا وکم من حر اصبح بہ عبدا للصبیان او الصبایا وکم من غیور تبدل بہ اسما قبیحا بین البرایا"



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ بجز ابہت سی شریف خواتین گانے سنتے سنتے فاحشہ ہوگئیں اور بہت سے شریف مرد گانے سنتے سنتے لڑکوں اور لڑکیوں کے غلام بے دام بن گئے اور بہت سے غیور لوگوں نے اس کی وجہ سے دنیا میں بڑی شہرت حاصل کی۔

## ایک دلچسپ کہانی:

اس سلسلہ میں بعض کتابوں میں ایک عجیب قصہ درج کیا گیا ہے، گو اس کی روایتی حیثیت کچھ ال نہیں ہے تاہم قرائن بتاتے ہیں کہ جس بات کی نشاندہی کی گئی ہے، بالکل صحیح اور بجا ہے۔ اور وہ یہ جب خدا نے ابلیس کو دھتکار دیا تو ابلیس نے کہا، الٰہی! تو نے مجھے دھتکار تو دیا ہے۔ اب میرے گ کیا ہوں گے؟ فرمایا، شعبدہ بازی اور جادوگری، پھر ابلیس نے پوچھا اور میرا قرآن؟ فرمایا، اشعار اس نے پوچھا، میری کتاب؟ فرمایا، گودنا! پھر پوچھا اور میرا کھانا؟ جواب ملا، ایسا مردار جس پر خد نام نہ پڑھا گیا ہو۔ پھر ابلیس نے پوچھا اور میرا پینا؟ فرمایا ہر نشہ آور شے! پھر پوچھا اور میرا ٹھکانا فرمایا، بازار۔ فما صوتی قال المزامیر قال فما مصائدی قال النساء یعنی پوچھا کہ میری (آ آواز؟ فرمایا، مزامیر۔ کہا، میرا شکار؟ فرمایا عورتیں۔

حرمتِ مزامیر اور غنا کے سلسلہ میں کچھ صحیح روایات موجود ہیں جو کمزور روایات کی تقویت کا ب ہیں۔ اس لیے کمزور روایات کو اس مضمون کی مجموعی حیثیت سے الگ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ دونوں کو م مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اسلامی تعلیم و تربیت کے مقاصد اور ملتِ اسلامیہ کے مزاج اور فرا کے آئینہ میں رکھ کر ان کا جائزہ لینے کی کوشش فرمائیں۔ ان شاء اللہ جو بات ہم کہنا چاہتے ہیں۔ آ کی سمجھ میں ضرور آجائے گی۔

## غنا، قرآن کی راہ مارتا ہے:

حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مضمون تحریر فرمایا ہے جس کا نام "تر ذوق القراءۃ والصلوٰۃ علی ذوق السماع واصوات القینات" ہے۔ اس مضمون پر اتنی جامعیت، جاذ اور واقعیت شاید ہی کہیں اور ملے۔ اسے پڑھنے کے بعد ایک دفعہ ضمیر اور روحانیت ضرور بیدا جاتی ہے۔ ہم یہاں اس کی تلخیص پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ تاہم ایک بات پیش کرتے ہیں کہ ضرور اور مناسب حال ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی سے (جو مسلمان ہو چکی تھی) نکاح کرنا چاہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

"لا تجتمع بنت رسول اللہ و بنت عدو اللہ عند رجل واحد" (ترجمہ)

کہ ایک ہی شخص کے عقد میں رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی جمع نہیں ہو سکتیں ۔

یہاں پر امام ابن القیم نے اسی تلمیح کو استعمال کیا ہے کہ ذوقِ قرأتِ قرآن اور ذوقِ غنا بھی کسی ایک فرد میں جمع نہیں ہو سکتے ۔ جس کو قرآن کی تلاوت کی حلاوت حاصل ہے وہاں نغمہ و غنا کی بات نہیں رہے گی اور جہاں نے نوازی اور سماع کی بادشاہی ہو گی وہاں قرآن کا گزر نہیں ہو گا ۔

فما اجتمع واللہ الا مران فی قلب الا وطرد واحدھما الاخر ولا تجتمع بنت رسول اللہ و بنت عدو اللہ عند رجل واحد ابدا (ترجیح ذوق القرآن)

(کہ) بخدا! ایک دل میں یہ دونوں (تلاوت قرآن اور غنا) جمع نہیں ہو سکتے مگر ایک دوسرے کو بھگا دیتا ہے (جیسا کہ) رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی ایک شخص کے عقد میں کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتیں ۔

امام ابن القیم بات کیا کہہ گئے ہیں ؟ اس کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو با ذوق بھی ہیں اور اہلِ دل بھی ۔ بخدا! ہم نے تو جب سے ان سطور کا مطالعہ کیا ہے دل ہار بیٹھے ہیں اور اس کے بعد واقعۃً کسی اور دلیل و برہان کی ضرورت ہم محسوس نہیں کرتے ۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اولیاء اللہ میں اپنا ایک نمایاں اور منفرد مقام رکھتے ہیں، سماع کے رد میں ایک نئی راہ پیدا کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ سماع پر لٹو ہو رہے ہیں ان کی مثال ان اسرائیلیوں کی سی ہے جنہوں نے من و سلویٰ کے مقابلہ میں پیاز اور مسور کی دال مانگی تھی ۔ یعنی قرآن کے ہوتے ہوئے سماع اور غنا کا شوق رہنا یوں ہے جیسے حلوا اور پلاؤ کے بدلے دال مانگنا ۔

ولا ینبغی للفقیر ان یتقاضی القاری ولا القوال ۔ ان استبدل القول الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر یعنی الابیات بالقرآن علی ما ھو عادۃ اھل الزمان الیوم (غنیۃ الطالبین)

یعنی سالک کے لیے مناسب نہیں کہ وہ قاری قرآن یا قوال سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اعلیٰ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بدلے ادنیٰ چیز لائے یعنی قرآن کے بدلے اشعار جیسی حالت آج کل ہے۔

حضرت جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن کے سلسلہ میں یہ لوگ سنجیدہ ہوتے تو وہ سماع قرآن کے کسی اور طرف متوجہ ہی نہ ہوتے:

"فلو صدقوا فی قصدهم و تجرد همهم و تصرفهم ما ان عجوا فی قلبهم و جوارحهم بغیر سماع کلام الله عز وجل اذ هو کلام محبوبهم و مفتنہ" (غنیہ)

ایک اور بزرگ کا ارشاد ہے:

ق ادمانہ یثقل القرآن علی القلب" کہ سماع پر مداومت قرآن کو دل پر بوجھ بنا دیتی ہے

حضرت شبلی کا تبصرہ اور بھی جاندار ہے۔ ان سے کسی نے سماع کے بارے میں پوچھا:

"آحق هو؟ قال لا، فقیل ماذا؟ قال فماذا بعد الحق الا الضلال" (غنیہ)

کہ کیا وہ برحق ہے؟ فرمایا نہیں۔ تو پھر وہ کیا ہے؟ فرمایا حق کے بعد تو ضلالت ہی رہ جاتی ہے:

## زہر آمیختہ شہد:

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے سماع کو زہر آمیختہ شہد سے تعبیر فرمایا ہے۔ مکتوبات، مکتوب نمبر ۲۶۶ میں لکھتے ہیں:

"و بر سرود و نغمہ رغبت نہ کنند و بالتذاذ آں فریفتہ نہ گردند کہ آں سمے است عسل آلودہ زہر لیست شکر اندودہ۔"

یعنی سرود و نغمہ سے دل چسپی نہ رکھیں اور نہ ہی ان سے لطف اندوزی پر فریفتہ ہوں۔ کیونکہ یہ شہد آلود اور شکر آمیختہ زہر ہے۔

اس زہر شیریں نے جو تباہی مچائی، نوخیز نسل کے مستقبل کو جس طرح غارت کیا، قلب و نگاہ کی کو جس قدر اس نے ویران کیا۔ شیطانی اثر و نفوذ کے امکانات اس کے زیر سایہ کس طرح اور کس قد بڑھے، روحانی اثرات اور ربانی ملکات جس طرح مسخ ہوئے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ الغرض یہ دا جس قدر دردناک اور شرمناک ہے اتنی ہی واضح اور عیاں بھی ہے۔

## سدِّ باب کا تقاضا:

امام ابن القیم اور حضرت امام شاطبی رحمہم اللہ نے ان ذرائع اور وسائل سے خاصی بحث کی ہے ج



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حصولِ مقصد کے لیے ذریعہ اور وسیلہ کا کام دیتے ہیں، یعنی اگر شارع کسی کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے تو اس کے حصول کا ذریعہ بھی مقصود و مطلوب کی طرح مشروع سمجھا جائے گا اور جس کام سے منع کرتا ہے تو اس ممنوع تک پہنچنے کا جو سبب اور وسیلہ ہوتا ہے وہ بھی اسی طرح ممنوع تصور کیا جائے گا۔

حضرت امام ابن تیمیہؒ (متوفی ۲۰ر ذوالقعدہ ۷۲۸ھ) نے اقامۃ الدلیل علی ابطال التحلیل میں، حضرت امام ابن القیم (ف ۷۵۱ھ) نے اعلام الموقعین میں اور حضرت امام ابو اسحٰق ابراہیم بن موسٰے الغرناطی المالکی (ف ۷۹۰ھ) نے الموافقات میں بڑی نفیس بحث کی ہے۔ ان مباحث کا اصل اور قانونی ماخذ دراصل قرآن و حدیث ہے مثلاً فرمایا "لا تقربوا الزنا" یا "لا تقربا هذه الشجرة" وغیرہا سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک نہ جانے کا یہی مطلب ہے کہ اس راہ پر قدم بھی نہ رکھو جو ممنوعات کی طرف جاتی ہے گویا کہ وسیلہ اور ذریعہ بھی ممنوع ہے۔ حضورؐ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی:

"کالراعی یرعی حول الحمٰی یوشك ان یرتع فیه" (بخاری)

جیساکہ چرواہا جو رکھ کے ارد گرد چراتا ہے ہوسکتا ہے کہ (اس کے چرنے والے جانور) رکھ میں بھی جا چریں

گویا ممنوعہ علاقہ سے کما حقہ بچنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کی باڑ سے بھی پرے رہے ورنہ اس میں جا پڑنا عین ممکن ہوتا ہے۔

الغرض "سدِّ باب" کے طور پر ضروری ہے کہ جن محارم تک پہنچنے کے لیے غنا اور سماع کی مہمیز وسیلہ اور سبب بن سکتی ہے وہ بھی شرعاً اسی طرح حرام و ممنوع سمجھی جائیں جیسے وہ امورِ ممنوعہ۔ باقی رہا یہ سوال کہ موسیقی کی فتنہ سامانیاں کیا واقعی اتنی ہی سنگین ہیں جن کا احساس کیا جا رہا ہے تو ہم پوری شرح صدر کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ وہ بالکل بجا اور صحیح ہیں اور جن کو اس میں شک ہے وہ شاید فرش پر نہیں عرش پر رہتے ہیں۔

حضرت امام شوکانیؒ (ف ۱۲۵۵ھ) نے کیا خوب لکھا ہے کہ:

"مانا کہ وہ حرام نہ ہو لیکن اشتباہ کے دائرہ سے خارج نہیں ہے اور مومن کا خاصہ ہے کہ مقامِ اشتباہ آجاتے تو ٹھٹھک کر رہ جاتے ہیں۔ خاص کر جب کسی حور وش کے قد و قامت، خد و خال، حسن و جمال، ناز و ادا، ہجر و وصال کا تذکرہ بھی ہو تو ظاہر


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ وہ ابتلاء سے بچ نہیں سکے گا۔ اس شیطانی سلسلہ نے کتنی جانیں ضائع کر دیں اور کتنوں کو عشق کی زنجیروں میں جکڑ ڈالا۔" (مختصراً۔ نیل الاوطار)

ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:

"فلا يخفى على الناظر ان محل النزاع اذا خرج عن دائرة الحرام لم يخرج عن دائرة الاشتباه والمؤمنون وقافون عند الشبهات ...... ولا سيما اذا كان مشتملا على ذكر القدود والخدود والجمال والدلال والهجر والوصال معاقرة العقار وخلع العذار والوقار فان سامع ما كان كذلك لا يخلو عن بلية ....... وكم لهذه الوسيلة الشيطانية من قتيل دمه مطلول واسير بهموم غرامه وهيامه مكبول نسأل الله السداد والثبات" (نيل الاوطار ج۸ باب ما جاء في آلة اللهو)

قارئین کرام! یہ ساری رام کہانی اس غنا اور سماع کی ہے جو پاک لوگوں کے ہاں مروج تھا نہ کہ اس دور کی جوابِ موسیقی کے نام پر چل رہا ہے۔ پاک دور میں اس کی شکل "شعر گوئی" کے قریب تھی اور اگر دف یا کوئی ساز بھی ساتھ تھا تو وہ بھی حد درجہ سادہ ہوتا تھا۔ یقین کیجئے! اسلاف کے ہاں جو سماع متنازع فیہ رہا ہے، ہمارے عہد کے فتنہ بردوش نظامِ غنا، سماع، دستور رقص و سرود سے اس کا قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اسلاف کے ہاں جو رنگ تھا وہ منقبض طبیعت کے لیے انشراح کی ایک کوشش تھی تاکہ بریک کھل جائے اور قافلۂ حیات رواں دواں ہو جائے۔ گو یہ جذبہ نیک تھا لیکن ایک گھر سے مفسدہ کا غماز نکلا جس کو اہلِ نظر پہلی فرصت میں بھانپ گئے اور وہ یہ کہ انقباض کے گرہ کشائی ایک خاص دلچسپی اور مبلغ علم کی نشاندہی کرتی ہے۔ گویا کہ ان کے جذبات میں سفلیات کا ابھی دخل تھا۔ اس لیے انہی سے اپنے اخلاق کی دوا بھی کرتے تھے۔ لیکن جو لوگ مائل بہ پرواز تھے وہ اپنے طبعی انقباض کی دوا آسمانی نسخۂ شفا سے کرتے تھے۔ یعنی نغمہ و سرود کے بجائے تلاوتِ قرآن، نماز اور ذکر و ثنا سے کیا کرتے تھے، کیونکہ جس ذات پاک کے قرب و وصال کی تڑپ ان کو بے چین رکھتی تھی۔ اسی پاک ذات کے کلام، عبادت اور اس کی حمد و ثنا میں وہ چین پاتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ جیلانیؒ نے ان اہل سماع پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ یہ ذوقِ جام کے مریض



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں ورنہ وہ یقیناً تلاوتِ قرآن میں ترقی کرتے۔ صاحب عوارف المعارف نے بھی کتاب کے ۲۳ ویں باب میں اس امر کا سخت گلہ کیا ہے کہ اسلاف میں جو سماع کی مثالیں ملتی ہیں۔ ان سے یہ لوگ اپنے دَور کے مسرفانہ سماع کے لیے استدلال کرتے ہیں۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ:

"اگر ایک صاحبِ انصاف، انصاف کی بات کرے اور اپنے دور کے اہلِ سماع کے اجتماعات کا بغور جائزہ لے اور موسیقار کی خصوصی دفنی قسم کی نشست اور بانسری بجانے والے کا انداز دیکھے اور پھر وہ سوچے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کبھی یہ رنگ ڈھنگ دیکھنے میں آئے؟ کیا آپ کے دَور میں قوالوں کو جمع کر کے سماع کے لیے ان کے گرد یوں مجتمع ہو کر لوگ بیٹھے؟ تو یقیناً وہ بول اٹھے گا کہ ہرگز نہیں۔"

ان کے الفاظ یہ ہیں:

وان انصف المنصف وتفكر في اجتماع اهل الزمان وقعود المغني بدفه والمشبب بشبابته وتصور في نفسه هل وقع مثل هذا الجلوس والهيئة بحضرة رسول الله صلى الله عليه وسلم وهل استحضروا قوالا وقعدوا مجتمعين لاستماعه لا شك ينكر ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه (العوارف باب ۲۳)

پھر فرماتے ہیں کہ "اگر اس میں کچھ منقبت ہوتی تو وہ کبھی اس کو نہ جانے دیتے۔ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو پھر یہی کہنا پڑے گا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام اور تابعین کے حالات سے ناواقف ہے۔ ولو كان في ذلك فضيلة ..... ما اهملوها فمن يشير بانه فضيلة تطلب ويجتمع لها لم يحظ بذوق معرفة احوال رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه والتابعين (ايضاً)

**وجہِ مغالطہ:**

کچھ روایات میں مختلف محل وموقعہ پر "غنا" گانے کا ذکر آیا ہے۔ اس کی توجیہ اس قسط کے شروع میں بیان کر دی گئی ہے۔ ہاں بعض صحابہ اور تابعین کے بارے میں کچھ واقعات ایسے بیان کیے جاتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سماع کیا کرتے تھے مثلاً:



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



★ حضرت عبداللہ بن جعفر اپنی لونڈیوں سے خوش الحانی کے ساتھ گانے طنبورے کے ساتھ سنا کرتے تھے ــــــ (السماع للاستاذ)

★ اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اپنی لونڈیوں سے ساز کے ساتھ گانے سنا کرتے تھے۔ (ایضاً)

★ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عبداللہ بن جعفر کے ہاں ساز سنا تھا۔

★ حضرت حسانؓ بن ثابت نے عزہ سے ساز کے ساتھ ان کے شعر سنے۔

الغرض ابن حزم نے اپنی کتاب "سماع" میں ادفوی نے، قتیبہ نے، ابو طالب مکی نے، ابن طاہر ابن النمون نے بہت سے ایسے واقعات نقل کیے ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ سبھی کچھ جائز ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ روایات مستند نہیں ہیں۔ اگر بعض روایات تسلیم بھی کر لی جائیں تو ان کی حیثیت شخصی ہے اجتماعی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے سماع بھی اپنی لونڈی یا خریدی جانے والی لونڈی سے کیا، چونکہ اپنی لونڈی ہر طرح مباح ہوتی ہے اور اسی کی آواز، اسی کو ہی دلآویز بنانے کا سبب بن سکتی ہے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ اب کوئی حرج نہیں ہے۔

تاہم ہمارے نزدیک یہ تاویل اور توجیہ بھی کچھ زیادہ وزنی نہیں ہے کیونکہ صحت صرف کتاب و سنت کی ہے جس کے خلاف کسی کا عمل معتبر نہیں۔ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق (بخاری) نیز صاحب العوارف نے ذکر کیا ہے کہ ان کا سماع اتنا سادہ تھا کہ ہمارے عہد کے اعتبار سے نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے اب شکل ہی بدل گئی ہے اور دورِ حاضر میں موسیقی کی جو تخلیقات سامنے آئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان سے بگڑے تو لاکھوں ہیں لیکن کسی کی بگڑی بن بھی گئی ہو، ابھی تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ اگر انجام اور مآل سب سے بڑا قاضی ہے تو قاضی شہر کو یہ کہنا پڑے گا کہ اب نظامِ غنا حرام ہے اور لاکھ فتنوں کو جنم دیتا ہے۔ اس نے بہیمی میلانات کو رام نہیں کیا بلکہ ان کو سرکش بنا کر ابن آدم کو جنسی تحریکات اور سفلی جذبات کا صید زبوں بنا کر رکھ دیا۔ اس لیے بہتر ہے کہ مجوزین اپنے مفروضات اور اغلوطات پر نظرِ ثانی فرمائیں جو دراصل ان کی استدلالی لفظ پرستی یا واقعہ شماری ہے۔ حقائق کی نقاب کشائی نہیں ہے۔ ہم تو اب چاہتے ہیں کہ آئیے مل کر دلائل کتابی سے ہٹ کر نظامِ موسیقی کی تخلیقات کی عدالت کی طرف رجوع کریں۔ ہمارے نزدیک مجوزین کے قاضی شہر سے بھی یہ بڑا منصف ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ لوگ جارح ہیں۔ یہ راہِ انصاف کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پردیری حلقہ میں یہ آواز بھی گونج رہی ہے کہ "اگر ایک آواز انسانی حلق سے نکلے تو جائز اور اگر وہی کسی ساز کے تاروں سے ابھرے تو ناجائز۔ آخر اس سے کیا فرق پڑ جاتا ہے؟" دراصل یہ بھی کم فہمی ہے۔ اگر دونوں ایک ہی چیز ہیں تو ساز کی ضرورت کیوں اور اگر ایک نہیں تو آپ کا فلسفہ غلط۔ اس کے علاوہ ہمارا یہ دعویٰ ہی نہیں کہ حلق سے نکلے تو بجا اور ساز سے نکلے تو حرام (بلکہ یہ تو ایک تیسری چیز پیش کی جا رہی ہے) ہم تو آواز اور ساز دونوں کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اگر کہیں آواز اور ساز دونوں کا امتزاج ہو جائے تو خدا فراموشی سرشاری کی ایسی بارش ہوتی ہے جس میں یہ سوختہ ساماں سب بہ جاتے ہیں اور ہزاروں بہ گئے ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد مرحوم لکھتے ہیں:

"دہلی اور لکھنؤ کی سلطنتیں انہی خرمستیوں کی نذر ہوگئیں۔" (کتاب الاخلاق ص۲۵۶)

فاعتبروا یا اولی الابصار!

---

خواجہ عبدالمنان راز

## مقامِ صحابہؓ

خوشا مرتبہ و مقامِ صحابہ ۔۔۔ غلامِ محمدؐ غلامِ صحابہ
کلامِ محمدؐ کلامِ صحابہ ۔۔۔ پیامِ محمدؐ پیامِ صحابہ
گلِ مجتبیٰؐ سے گلِ مصطفےٰؐ سے ۔۔۔ معطر معطر مشامِ صحابہ
سمجھ لو کہ ایماں مکمل نہیں ہے ۔۔۔ نہ ہو دل میں گر احترامِ صحابہ
دلوں میں بھی ان کے کیا چاندنی سی ۔۔۔ محمدؐ ہیں ماہِ تمامِ صحابہ
ستاروں کی مانند روشن ہیں سارے ۔۔۔ ہے برحق حدیثِ مقامِ صحابہ
صداقت عدالت سخاوت شجاعت ۔۔۔ ہیں زندہ جہاں میں بنامِ صحابہؓ

خدا ان سے راضی وہ راضی خدا سے
ہے کیا رازؔ عالی مقامِ صحابہ

---

**دعائے صحت**: "محدث" کے معاونِ خصوصی خواجہ عبدالمنان صاحب رازؔ ایم اے۔ بی ٹی کافی دنوں سے علیل ہیں ان کی علالت کی بنا پر ہی پچھلے ماہ بھی ان کے مستقل آرٹیکل (تعارف و تبصرۂ کتب وغیرہ) نہ آسکے۔ مکرم خواجہ صاحب آجکل ذیابیطس اور حساسیہ سے بہت متاثر ہیں۔ قارئینِ "محدث" سے خواجہ صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے دعا کی خصوصی درخواست ہے (ادارہ)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ